سامی ادیان میں بین المذاہب مراعات کا تصور: عصری تناظر میں تقابلی مطالعہ

THE CONCEPT OF INTERFAITH PRIVILEGES IN THE SEMITIC RELIGIONS: COMPARATIVE STUDY IN MODERN CONTEXT

محمد علی*، پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

Abstract:
As compared to the other religions of the world, there are certain privileges presented in Islam. Among the following are the few. In ordinary circumstances in which personal interest is not involved are immodesty, entertainment of guest, an invitation to religion, and removing of harms. Likewise, mutual trade, sympathy, and personal relations are also included. In Seerat- e-Tayyaba these are divided into four parts: first is the believer of Islam remaining steadfast on his belief without beings influenced by deceit. The second is a way of conversation and dialogue and the third is about making agreements. The fourth and final is about diplomacy which may help a righteous message to spread in the whole world. In Jewish, the propagators of other religions are considered non-Jewish. Whereas in Jewish sacred literature few scholars, priests and judges are given a sacred place. In the teaching of the Old-Testament privileges are usually confined to the advancement of diplomacy only, but in New Testament (Holy Bible) human welfare and salvation are the most important commandments.
Keywords: Interfaith, Privileges, Circumstances, Conversation, Diplomacy

تعارف

دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور رشد وہدایت کو عام کرنے کے لیے مابین المذاہب مراعات کا تصور پایا جاتا ہے۔ مختلف مذاہب بالخصوص سامی ادیان کے متبعین کے مذہبی لٹریچر اور امت مسلمہ کے لیے قرآن وسنت اور عہد خلفاء راشدین میں غیر مسلموں کو دی گئی مراعات کے نظائر وامثلہ بہترین نمونہ حیات ہیں۔ قرآن مجید میں غیر مسلموں کو مختلف القابات سے ذکر کیا گیا ہے، جیسے اہل کتاب اور مشرکین ،اہل کتاب سے مراد مسیحی، یہودی اور صابی ہیں، عصر حاضر میں الہامی مذاہب سے مراد دین اسلام، یہودیت اور مسیحیت ہے، جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے۔

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ"(2)

(جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابئی، اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔)

* پی، ایچ، ڈی سکالر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور
** چیئرپرسن، اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور

سامی ادیان کی تعلیمات میں عدل واحسان، معاش وحوائج زندگی میں تصور مراعات موجود ہے بالخصوص دین اسلام میں اس کا اظہار عظمت انسانی، نظام عدل و مساوات، جہاد اسلامی اور سزاؤں کے نفاذ میں مختلف احوال کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔اور کسی بھی قوم کے مذہبی معاملات میں ایسی دخل اندازی کی اجازت نہیں جوان کے مذہبی امور، کلچر اور تہذیب میں خلل ڈالنے کے مترادف ہو۔[3]

عصر حاضر میں مذاہب عالم کے مابین عدم مراعات کی وجہ سے تناؤ کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے اگر مذہبی رواداری کو اپنایا جائے تو سماجی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور دیگر شعبہ جات میں احترام انسانیت کی بنیاد پر ایک مربوط ومنضبط نظام کو تشکیل دیا جاسکتا ہے، جو بلا تخصیص مذہب، رنگ و نسل، علاقائی وجغرافیائی حدود کے اخلاقی اقدار کے فروغ میں مدومعاون ہوگا۔ مراعات: معانی ومطالب ۔

مراعات، عربی زبان میں باب مفاعلہ سے ہے جس میں جانبین کے معنی پائے جاتے ہیں، یعنی کفار کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی وخیر سگالی کے جذبات اور مسلمانوں کی طرف سے کفار کی تالیف قلب، ازراہ ہمدردی دل جوئی، حقوق انسانی کی بنیاد پر ضروریات زندگی کا خیال رکھنا۔

مراعات، عربی زبان میں باب مفاعلہ سے اسم مفعول جمع مونث سالم کا صیغہ ہے، یا مراع[4] سے جمع مونث سالم مراعات، اسم مبالغہ ہے یا مراعاۃ اسم مصدر سے جمع مونث سالم کا صیغہ ہے۔ مختلف لغات میں اس کے جو معانی بیان ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

مراعات:۔اس کا مادہ (ر،ع،و) ہے، مجرد باب (ن) سے اس کے معانی رعایر عواور عوۃ: اپنی جہالت وغلطی سے باز آنا، باب (ف) سے اس کے معانی رعی یرعی رعیا ورعایۃ ومرعی، الامر: حفاظت کرنا۔الامیر رعیتہ رعایۃ: اپنی رعایا پر سیاست رانی کرنا، انتظام مملکت سرانجام دینا۔مزید فیہ سے اس کا معنیٰ: راعی مراعاۃ، الامر: حفاظت کرنا، نتیجہ وانجام پر نظر رکھنا، الرجل۔ کسی کے حق پر نگاہ رکھنا، ارعی ارعاعا۔ علیہ: کسی پر شفقت ومہربانی کرنے کے معانی ومطالب کو شامل ہے۔[5]

رعی الشئ: نگرانی کرنا، حفاظت کرنا، رعی وراعی: لحاظ کرنا، خیال رکھنا، رعایت کرنا۔ راعی الرجل: خیال رکھنا، لحاظ کرنا۔ مراعاۃ الخاطر: لحاظ کرنا۔ رعایۃ: فیور، حمایت، تائید، سرپرستی، نگرانی، کسٹڈی، حفاظت ، لحاظ، توجہ۔اہل عرب کے ہاں ایک اصطلاح ہے، الرعایۃ الاجتماعیۃ: سوشل ویلفیئر معاشرتی تحفظ حقوق، رعایۃ المصالح: مفاد کی نگرانی، مفادات کی حفاظت[6]

مراعات کی اصطلاح

مراعات کے حوالے سے مذکورہ مختلف لغات سے متفرع ہونے والے معانی ومطالب اور مختلف جہات سے اس کے معانی کی وسعت میں جانبین کا معنیٰ پایا جاتا ہے، یعنی کفار کی طرف سے مسلمانوں کے لیے خیر خواہی وخیر سگالی کے جذبات اور مسلمانوں کی طرف سے کفار کی تالیف قلب، ازراہ ہمدردی دل جوئی، حقوق انسانی کی بنیاد پر ضروریات زندگی کا خیال رکھنا اور ضروریات کی تکمیل کے لیے کوشش کرتے رہنے کے معانی کو شامل ہے۔

مراعات کی عصری معنویت

آج دنیا گلوبل ویلیج ''بین الاقوامی مواصلاتی گاؤں ''بن چکی ہے، ہر قوم وملک کی ترقی، دوسری قوم کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے، مسلمان معاشی، سیاسی، دفاعی، تعلیمی اور سائنسی میدان میں غیر مسلموں سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں، پہلی اسلامی ریاست جو کئی صدیوں تک دفاعی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر مستحکم ہو کر تین براعظموں میں پھیلی رہی[7] اس کی حکمت عملی کے تناظر میں آج کے دور کو دیکھا جائے تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے جامع نقوش جو ہماری لسانی، مذہبی، سیاسی اور ثقافتی عصبیتوں کو مٹا کر باہمی مراعات کے تصور کو اجاگر کرنے میں ممد و معاون ہو گی۔ماضی میں مسلمان اکثر ممالک میں اقلیت نہ تھے اسی لیے کتب فقہ میں ذمی، حربی کے مباحث (کتاب السیر والمغازی وحقوق وفرائض میں) تفصیل سے ملتی ہیں، لیکن آج مسلمان بعض ممالک میں نہ صرف عددی اعتبار سے کمزور ہیں بلکہ انہیں شخصی ومذہبی معاملات میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے، عصر حاضر کے چیلنجز میں ان امور کی وضاحت ضروری ہے جو سامی ادیان کے مذہبی لٹریچر میں بین المذاہب باہمی مراعات کے تصورات کو اجاگر کرنے کے حوالے سے مذکور ہیں۔[8]

قرآن وسنت اور فقہاء کرام کی آراء میں مراعات کی حدود وقیود

اسلام وہ دین فطرت ہے جس میں تمام انبیاء کرام پر بلا استثناء ایمان لازم وضروری ہے اور ان کی امتوں کے مابین فرق نہیں رکھا جائے گا لہٰذا اسی عقیدہ آفاقیت اور انبیائے کرام کے مابین کسی بھی نوعیت کی تفریق کو اسلام نے غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

''اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ- وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۙ، اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ- وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا''[9]

(بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس (ایمان وکفر) کے درمیان کوئی راہ نکال لیں ،ایسے ہی لوگ در حقیقت کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رُسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایک مسلمان کے لیے تمام انبیائے کرام اور ان پر نازل شدہ کتب اور صحائف پر ایمان لانا در حقیقت پوری انسانیت کو ایک لڑی میں پرودینا ہے پس آپ ﷺ کی آفاقی نبوت ہے جو پُر امن بقائے باہمی کے لیے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ رعایات ومراعات کا ایسا رشتہ قائم کرنا چاہتی ہے جسکے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے

''قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ''[10]

(اے حبیب! تم فرمادو، اے اہلِ کتاب! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ

یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں کوئی ایک اللہ کے سوا کسی دوسرے کو رب نہ بنائے پھر (بھی) اگر وہ منہ پھیریں تو اے مسلمانو! تم کہہ دو: "تم گواہ رہو کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔)

فقہاء کرام بالخصوص مولانا احمد رضا خان، فاضل بریلی بین المذاہب دی جانے والی مراعات کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

موالات دو قسم ہے (اول) حقیقیہ: جسکا ادنی رکن یعنی میلان قلب ہے (دوم) پھر وداد (سوم) پھر اتحاد (چہارم) پھر اپنی خواہش سے بے خوف و طمع انقیاد (پنجم) پھر تبتل یہ بجمیع وجوہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔[11]

اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ مالی سلوک کی بھی تین اقسام ذکر کی گئیں ہیں۔

مدحت: یہ کہ محض اُسے (غیر مسلم) کو نفع دینا، خیر پہنچانا مقصود ہو، یہ مستامن معاہد کے لئے بھی حرام ہے۔امان ومعاہدہ کف ضرر کے لئے ہے نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے۔

مکرمت: یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان ولحاظ رحم کے لئے کچھ مالی سلوک، یہ معاہد سے جائز نامعاہد سے ممنوع۔

مکیدت: یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لئے محاربانہ چال ہو، یہ حربی کے واسطے جائز ہے کہ حقیقت برو صلہ سے اسے علاقہ نہیں۔[12]

موالات صوریہ

ایسی موالات جس میں دل تو غیر مسلموں کی طرف مائل نہ ہو مگر ان سے ایسا برتاؤ کرے جس سے بظاہر محبت ومیلان کا پتا چلے یہ بحالت ضرورت صرف مجبوری بقدر ضرورت مطلقاً جائز ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ پر مفسرین کی آراء موجود ہیں۔

''اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْہُمْ تُقٰىةً ؕ''[13]

(مگر یہ کہ تمہیں ان سے پورا واقعی خوف ہو)

اس آیت کے تحت تفسیر ابن جریر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت ہے:

''نھی اللہ المومنین ان یلاطفوا الکفارویتخذاھم ولیجۃ من دون المومنین الا ان یکون الکفار علیھم ظاھرین اولیاء فیظھرون لھم الطف ویخالفونھم فی الدین وذلک قولہ تعالیٰ الا ان تتقوا منھم تقۃ''[14]

(اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا اُن میں سے کسی کو رازدار بنائیں مگر یہ کہ کافران پر غالب و والیان ملک ہوں تو اس وقت اُن سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مگر یہ کہ تم کو ان سے واقعی پورا خوف ہو۔)

تفسیر مدارک میں ہے:

"ای الا ان یکون للکافرین علیک سلطان فتخافہ علیٰ نفسک ومالک،فحینئذ یجوز لک اظہار الموالاۃ وابطان المعاداۃ"(15)

(یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اس سے اپنے جان ومال کا خوف ہو اس وقت تجھے جائز ہے کہ اس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا موالات صوریہ کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہے جس کی اعلیٰ قسم مداہنت ہے اور ادنیٰ قسم مدارات ہے اور یہ مصلحتاً جائز ہے، لہٰذا مابین المذاہب کی مراعات کی چند طرح سے جہات بنتی ہے جو درج ذیل ہے۔

مراعات کی جہات

مابین المذاہب مراعات کی درج ذیل چار(4) جہات ہیں،1) مراعات فی الموالات (موالاتی مراعات)،2) مراعات فی المدارات (مداراتی مراعات)،3) مراعات فی المواسات (مواساتی مراعات)،4) مراعات فی المعاملات (معاملاتی مراعات)

دیگر مذاہب کے ساتھ مختلف جہات کے حوالے سے اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں، موالات یعنی دوستی، مدارات یعنی ظاہری خوش خلقی، مواسات یعنی احسان ونفع رسانی، موالات جو کسی حال میں جائز نہیں اور مدارات تین حالتوں میں درست ہے،ایک دفع ضرر کے واسطے، دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے، تیسرے اکرام ضیف کے لئے اور اپنی مصلحت ومنفعت مال وجان کے لئے درست نہیں اور مواسات کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز۔(16)

مزید براں مفتی محمد شفیع غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کی جہت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ تمام غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین اور دوسرے صحابہ کا تعامل اس پر شاہد ہے۔فقہاء نے اسی بناء پر کفار اہل حرب کے ساتھ اسلحہ فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے اور ان کو اپنا ملازم رکھنا یا خود ان کے کارخانوں اور اداروں میں ملازم ہونا سب جائز ہے۔(17)

پس قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے مطالعہ سے بین المذاہب بنیادی چار جہات ملتی ہیں،پہلی جہت موالات یعنی قلبی تعلق کی ہے جو مخصوص تناظر میں مخصوص افراد کے ساتھ رکھنا حرام اور ناجائز ہے جبکہ عام حالات میں جائز ہے دوسری جہت مدارات کی ہے یعنی ظاہری خوش خلقی اور حسن سلوک جو دفع ضرر، دعوت دین اور مہمان نوازی کی صورت میں جائز ہے لیکن ذاتی مفاد اور لالچ کے لیے منع ہے، تیسری جہت مواسات یعنی احسان مندی اور ہمدردی کا ہے جو نہ صرف جائز بلکہ انتہائی قابل تعریف پہلو ہے،تاہم دیگر مذاہب کے ساتھ احسان وہمدردی کا معاملہ کرنا تو برا نہیں البتہ ایسا تعلق جس سے اسلام

اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جائز نہیں، جبکہ چوتھی جہت معاملات یعنی باہمی لین دین کا ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ان سے تجارت، لین دین یا دوسرے دنیوی معاملات کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر وہ معاملات کفار کے عروج اور مسلمانوں کے زوال کا سبب بنے تو ایسا لین دین شرعاً جائز نہ ہوگا۔

دیگر مذاہب کے ہاں تصور مراعات اور اسلام

جس طرح دین اسلام مابین المذاہب تصور مراعات کو اجاگر کرتا ہے اسی طرح دیگر مذاہب بھی انفرادی واجتماعی سطح پر مراعات دینے اور معاملات طے کرنے کے سلسلے میں وضاحت کرتے ہیں، اس سلسلے میں ہر مذہب کے پیروکار پر ان تمام اصول و قواعد کی پاسداری کرنا لازم وضروری ہے جو دیگر مذاہب کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی سطح پر مراعات دینے اور معاملات طے کرنے کے سلسلے میں آداب وشرائط موجود ہیں۔اس سلسلے میں ہر مذہب کے پیروکار پر ان تمام اصول و قواعد اور احکام کی پاسداری کرنا لازم ہے جو دیگر مذاہب کے ساتھ مراعات کے تصور کو اجاگر کرنے کے لیے انتہائی ناگزیر ہے۔

عہد نامہ قدیم (The Old Testament) میں بین المذاہب تعلقات کو فروغ دینے اور انسانیت کو جوڑنے کے واضح احکام موجود ہیں:

> Honor your father and your mother, that your days may be long upon the land which the Lord your God-given you. You shall not murder. You shall not commit adultery. You shall not steal. You shall not bear false witness against your neighbor. You shall not covet your neighbor's house; You shall not covet your neighbor's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his donkey, nor anything that is your neighbor's. (18)

اپنے ماں باپ کی عزت کرو یہ اس لئے کرو کہ تمہارے خداوند خدا جس زمین کو تمہیں دے رہا ہے اس میں تم ساری زندگی گزار سکو۔ تمہیں کسی آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہئے۔ تمہیں بدکاری کے گناہ نہیں کرنا چاہئے۔ تمہیں پڑوسیوں کے خلاف جھوٹی گواہی نہیں دینی چاہئے، تمہیں چوری نہیں کرنی چاہئے۔ تمہیں اپنے پڑوسیوں کے خلاف جھوٹی گواہی نہیں دینی چاہئے۔دوسرے لوگوں کی چیزوں کو لینے کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ تمہیں اپنے پڑوسی کا گھر،اس کی بیوی،اس کے خادم اور خادمائیں،اس کی گائیں،اس کے گدھوں کو لینے کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ تمہیں کسی بھی چیز کو لینے کی کواہش نہیں کرنی چاہئے۔

عہد نامہ قدیم کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ انسانی معاشرے کا کوئی بھی فرد جس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اس کو قتل کرنا ان کے ساتھ بدکاری کرنا اور اپنے پڑوسیوں کے خلاف جھوٹی گواہیاں دینا اور ان کی چوری کرنا درست نہیں

اگرچہ ان کا تعلق کسی بھی دین ومذہب سے ہو لہٰذا اخلاقیات کے باب میں کسی کی عزت نفس کو مجروح کرنا، کسی کے مال کو ہتھیانے کا ارادہ کرنا سب منع ہے۔

عہد نامہ جدید(The New Testament)کا اہم نکتہ نظر فلاح ونجاتِ انسانی اور تمام لوگوں کے درمیان محبت والفت کی بدولت انفرادی واجتماعی تعلقات پیدا کرنا ہے۔انجیل متی میں ہے:

> Ye have heard that it was said, ʿAn eye for an eyed a tooth for a tooth. ʿBut I tell you not to resist an evil person. But whoever slaps you on your right cheek, turn the other to him also. If anyone wants to sue you and take away your tunic, let him have your cloak also. And whoever shall compel you to go one mile, go with him two. Give to him who asks you, and from him who wants to borrow from you do not turn away. (19)

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ۔میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ برے شخص کے مقابلے میں کھڑے نہ ہو۔اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر تھپڑ مارے تو اس کے لئے دوسرا گال بھی پیش کردو۔اگر تم سے کوئی کرتا لینے کے لئے تم کو عدالت میں کھینچ لے جائے، تو تم اس کو چغّہ بھی دے دو۔اگر کوئی تم کو زبردستی ایک میل بے کار چلنے کے لئے کہے تو اس کے ساتھ دو میل چلے جاؤ۔کوئی بھی تم سے اگر کوئی چیز پوچھے جو تمہارے پاس ہے، تو وہ اس کو دے دو اگر کوئی تم سے قرض لینے کے لئے آئے تم اس کو انکار نہ کرو

دین اسلام میں مابین المذاہب باہمی مراعات دینے کی بنیاد وحدت واخوت اور انسان دوستی کو قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی نفس سے پیدا کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے تمام الہامی (سامی) ادیان میں سے ہر ایک مذہب کو دوسرے مذہب کے ساتھ مراعات دینے کی تعلیم دی ہے، جو کثیر الجہتی معاشرے کو ایک مثالی معاشرے میں تبدیل کرنے کے لیے بہترین کاوش ہوسکتی ہے(۲۰) اسی طرح اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین معاشرتی وسماجی تعلقات کے فروغ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

’’لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ‘‘ (۲۱)

(اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔)

تعلیمات یہودیت میں دیگر مذاہب کے لیے مراعات

یہودیت ایک نسلی مذہب ہے اسی لیے یہودیوں کے مقدس ادب میں ہر جگہ ''قوم بنی اسرائیل کا خدا''اور بنی اسرائیل کو خدا کی پسندیدہ قوم قرار دیا جانے لگا جو ایک نسلی خدا کے تصور کو اجاگر کرتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات واحکام شرع بھی فقط بنی اسرائیل تک محدود ہیں،اس لیے دنیا میں عزت واحترام کے لائق اور آخرت میں نجات دہندہ صرف اسی قوم کو گردانا جانے لگا،مذہب یہودیت ایک فعال اور متحرک مذہب ہے،اسی لیے اس میں معاشرتی حقوق کو واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں عہد نامہ قدیم کے دس فرامین یا احکام عشرہ Ten Commandments[۲۲] سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

یہودیت میں شرافت انسانی کی بناء پر کسی کے خاص عیب ظاہر کرنا کسی کا تمسخر اڑانا یا تضحیک کرنا زبان و عمل دونوں سے درست نہیں تاکہ مذہب معاشرہ وجود میں آئے،چنانچہ کتاب الاحبار میں اس کے متعلق یوں ہے۔

> You shall not curse the deaf, nor put a stumbling block before the blind, but shall fear your God: I am the Lord.[23]

تمہیں کسی بہرے آدمی کو بدُعا نہیں دینی چاہئے۔ تمہیں کسی اندھے کو گرانے کے لئے اُس کے سامنے رکاوٹ کی کوئی چیز نہیں رکھنی چاہئے۔ لیکن تمہیں اپنے خداوند کا خوف کرنا چاہئے میں خداوند ہوں۔

یہودی مذہب میں افراط کی وجہ سے دیگر مذاہب کے مابین مراعات کا تصور بہت کم پایا جاتا ہے،چنانچہ عہد نامہ قدیم میں کچھ معاہدات کا تذکرہ ملتا ہے،جس میں صور کے بادشاہ حیرام اور بنی اسرائیل کے جلیل القدر نبی اور بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان خداوند تعالیٰ کا گھر (مسجد اقصیٰ) کی تعمیر کے معاملات میں معاہدہ کیا گیااور تاریخی واقعات میں بنی اسرائیل اور مختلف اقوام اور مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے بادشاہوں کے درمیان سفارت کاری کو فروغ دینے کی کوششیں کی گئیں۔

خارجہ پالیسی میں مراعات

کسی قوم،ملک،سردار یا حکمران کے پاس کسی خاص مقصد یا پیغام لے کر کسی ایک فرد وبطور قاصد یا سفیر بنا کر روانہ کرنا تاریخ انسانی میں آج تک چلا آرہا ہے۔یہ نمائندے بوقت ضرورت ،اپنے ملک ، قوم اور علاقے کی فلاح و بہبود اور مفادات کے حصول اور دیگر معاملات کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔عہد نامہ قدیم میں بھی سفراء کو دیگر اقوام کے پاس بھیجنے کا تصور ملتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن بنی اسرائیل کو لے کر دشت صین کے مقام قادس سے سفر کر کے آگے جانے کے لیے ادوم کے بادشاہ کے پاس اس کے ملک سے گزر کر آگے کے لیے راستے کی اجرت دینے کے لیے سفیر بھیجے،جس کا ذکر توریت میں یوں ملتا ہے:

> Now Moses sent messengers from Kadesh to the king of Edom. Thus says your brother Israel: You know all the hardship that has befallen us, how our fathers went down to Egypt, and we dwelt in Egypt a long time, and the Egyptians afflicted us and our fathers. When we cried out to the Lord, He heard our voice and sent the Angle andAngelght us up out of Egypt; now here we are in Kadesh, a city on the edge of your border.(24)

جب موسیٰ قادس میں تھے اس نے کچھ آدمیوں کو ادوم کے بادشاہ کے پاس پیغام کے ساتھ بھیجا، پیغام یہ تھا: تمہارے بھائی بنی اسرائیل تم سے یہ کہتے ہیں: تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں نے کتنی مشکلیں سہی ہیں، کئی سال پہلے ہمارے آباواجداد مصر چلے گئے تھے اور ہم لوگ وہاں ان کے پاس کئی سال رہے مصر کے لوگ ہم لوگوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔ لیکن ہم لوگوں نے خداوند سے مدد کے لئے دعا کی خداوند نے ہم لوگوں کی دعا سنی اور انہوں نے ہم لوگوں کی مدد کے لیے سفیر بھیجاخداوند ہم لوگوں کو مصر سے باہر لایا، اب ہم لوگ یہاں قادس میں ہیں جہاں سے تمہارا ملک شروع ہوتا ہے

اسی طرح مقام یرون کے اس پار بنی عمون کا ملک تھا جن بنی اسرائیل خداوند کی نافرمانی کر کے دیگر اقوام کے بتوں کی عبادت میں مشغول ہوگئے تواللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے ناراض ہو کر عمون کوان پر مسلط کر دیا وہ اٹھارہ سال تک ان پر ظلم ڈھاتے رہے آخر کار بنی اسرائیل تائب ہوئے اور افتاح نامی بہادر شخص کو اپنا حکمران تسلیم کر کے بنی عمون کا مقابلہ کیا، چنانچہ عہد نامہ قدیم میں شامل ساتویں کتب قضاۃ میں مذکور ہے کہ:

> Now Jephthah sent messengers to the king of the people of Ammon, saying, ”What do you have against me, that you have come to fight against me in my land?“ And the king of the people of Ammon answered the messengers of Jephthah, ”Because Israel took away my land when they came up out of Egypt, from the Arnon as far as the Jabbok. and to the Jorden. Now, therefore, restore those lands peaceably.“(25)

افتاح نے عمونی بادشاہ کے پاس قاصدوں کو بھیجا قاصدوں نے بادشاہ کو یہ پیغام دیا: عمونی اور بنی اسرائیلیوں کے بیچ مسئلہ کیا ہے؟ تم ہمارے لوگوں کے خلاف جنگ لڑنا کیوں چاہتے ہو؟ عمونی لوگوں کے بادشاہ افتاح کے قاصد سے کہا۔ ہم لوگ بنی اسرائیلیوں سے اس لئے لڑ رہے ہیں کیوں کہ بنی اسرائیلیوں نے ہماری زمین اس وقت لے لی تھی جب وہ مصر آئے تھے انہوں نے ہماری زمین ارنون دریا سے دریائے یبوق اور دریائے یردن تک لے لی تھی اوراب بنی اسرائیلیوں سے کہو کہ وہ ہماری زمین پُرامن طور پر واپس دے دے۔

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے تاریخی واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے مختلف اقوام اور مذاہب کے ساتھ تعلق رکھنے والے بادشاہوں کے پاس نمائندے بھیجے اور اسی طرح دیگر مذاہب سے وابستہ لوگ بطور سفیر بنی اسرائیل کے پاس آتے رہے۔جس سے دین موسوی اور احکامات یہودیت میں ما بین المذاہب کراعات کے تصورات واضح ہوتے ہیں۔مذہب یہودیت کا دائرہ کار صرف قوم بنی اسرائیل تک محدود تھا دیگر اقوام سے ان کا کوئی تعلق واسطہ اور تعلق نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ عہد نامہ قدیم میں غیر اقوام کے مذہبی اور انسانی حقوق کا کوئی قابل ذکر تصور نہیں ملتا اور اس مذہب کو غیر تبلیغی دین(Non-Preaching Religion) سمجھا جاتا ہے،پس تعلیمات یہودیت میں نظریہ فوقیت اور خود پسندی یعنی دنیا میں عزت واحترام کے لائق اور آخرت کے نجات دہندہ صرف یہی قوم کو سمجھا جاتا ہے مپس مذہب یہودیت میں دیگر مذاہب سے نکاح کی ممانعت،مذہبی پیشواؤں سے عدم تحمل وبرداشت اور دیگر مذاہب کی مقدس نشانیوں کے بارے میں سخت رویے پائے جاتے ہیں۔

تعلیمات مسیحیت میں دیگر مذاہب کے لیے مراعات

دیگر مذاہب اور اقوام سے تعلق کے آداب کی بات ہو تو مسیحی تعلیمات کا تصور سب سے نمایاں نظر آتا ہے،ان کی تعلیمات میں تفریط کا پہلو نمایاں ہے جس سے معاشرے میں توازن واعتدال قائم کرنے کے لیے اخلاقی قدار کے فروغ اور معاشرے میں عدل انصاف کے میزان کو قائم کرنے کے لیے مسیحی تعلیمات نمایاں ہے، مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیم دیگر اقوام اور مذاہب سے وابستہ لوگوں کے ساتھ پیار و محبت کا فروغ ہے،حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی بھی مخالفین کے خلاف طاقت کا استعمال نہ کیا اس حکمت عملی کی ایک وجہ تو آپ کے پاس سیاسی اقتدار کا نہ ہونا ہے لہٰذا آپ نے ہر ظلم پر صبر کی تلقین فرمائی اور طاقت کی بجائے دلیل اور تعلیم سے دل جیتنے کی کوشش کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ اور مخاطبین دیگر اقوام وملل بھی ہے،انجیل متی کے مطابق ایک کنعانی عورت نے جب آپ سے اپنی بیٹی کی بیماری کی شکایت کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے پختگی ایمان کی وجہ سے اس کے لیے دعا فرمادی

> But he answered and said, ”I am not sent but unto the lost sheep of the house of Israel. Then came she and worshipped him, saying, Lord, help me. But he answered and said, it is not meet to take the children’s bread and to cast it to dogs. And she said, Truth, Lord: yet the dogs eat of the crumbs which fall from their masters’ table. Then Jesus answered and said unto her, O women, great is thy faith: be it unto thee even as thou wilt. And her daughter was

made whole from that very hour.[26]

یسوع نے جواب میں کہا، "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا نہیں بھیجا گیا ہوں۔ پھر وہ آئی اور اس کی پرستش کرتے ہوئے کہا، خداوند، میری مدد کرو۔ لیکن اس نے جواب دیا اور کہا، بچوں کی داڑھی لینا اور کتوں کو ڈالنا پورا نہیں ہے۔ اور اس نے کہا، سچ، پروردگار: پھر بھی کتے ان ٹکڑوں کو کھاتے ہیں جو ان کے آقاؤں کی میز سے گرتے ہیں۔ پھر پھر یسوع نے جواب دیا: اے عورت! تیرا ایمان بڑا پختہ ہے اور میں تیری آرزو کو پوری کر دیتا ہوں، اس کی بیٹی اسی لمحہ شفاء یاب ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں دوسرے مذاہب کے لیے پائی جانے والی مراعات کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

دیگر مذاہب اور مسیحی شریعت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر مذاہب کے لیے رواداری اور خداوند قدوس کے احکام کی پیروی اور شریعت عیسوی اور اپنی آمد کے مقصد کے بارے ارشاد فرمایا:

> Think not that I am come to destroy the law or the prophets: I am not come to destroy, but to fulfill. For verily I say unto you, Till heaven and earth pass, one jot or one tittle shall in no wise pass from the law, till all be fulfilled. Whosoever, therefore, shall break one of these least commandments, and shall teach men so, he shall be called the least in the kingdom of heaven: but whosoever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heaven.[27]

یہ نہ سمجھو کہ موسیٰ کی کتاب شریعت اور نبیوں کی تعلیمات کو منسوخ یا بیکار کرنے آیا ہوں میں ان کو منسوخ کرنے کی بجائے ان کو پورا کرنے کے لیے آیا ہوں، میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ زمین وآسمان کے فنا ہونے تک شریعت سے کچھ بھی غائب نہ ہوگا، شریعت کا ایک حرف یا اس کا ایک لفظ بھی غائب نہ ہوگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر حکم بلکہ چھوٹے احکام کی بھی تعمیل میں فرمانبردار بنیں، اگر کوئی ان احکامات میں سے کسی ایک کی تعمیل میں نافرمانی کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس نافرمانی کی تعلیم دے تو وہ خدا کی بادشاہت میں انتہائی حقیر ہوگا۔

اس آیت کی وضاحت میں مشہور شارح میتھیو ہنری (Mathew Henry:1662-1714) یوں رقمطراز ہے

> The rule which Christ came to establish exactly agreed with the scriptures of the Old Testament, here called the law and the prophets. The prophets were commentators upon the law, and

both together made up the rule of faith and practice which Christ found upon the throne in the Jewish church, and here he keeps it on the throne. He protests against the thought ocancelingng and weakening the Old Testament; think not that I am come to destroy the law and the prophets.(28)

مسیح نے کہا کہ میں شریعت کو قائم کرنے کے لیے آیا ہوں اور عہد نامہ قدیم کے صحیفوں سے اتفاق کیا، یہاں قانون اور نبیوں کا نام ہے۔ نبی قانون کے بارے میں مفسر تھے،اور دونوں نے مل کر یہود اور چرچ میں تخت پر بیٹھے ہوئے عقیدے اور عمل کی حکمرانی قائم کی تھی،اور یہاں وہ تخت پر قائم ہے۔پرانے کو منسوخ اور کمزور کرنے کے خیال کے خلاف احتجاج کرنے نہیں آیا۔یہ نہ سمجھو کہ میں قانون اور نبیوں کو ختم کرنے آیا ہوں۔

دیگر مذاہب اور اقوام پر عدم تشدد

مذہب مسیحیت کی ایک بنیادی قدر دیگر اقوام اور مذاہب سے وابستہ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ پیار، محبت کے ساتھ رہنا ہے۔چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ و تعلیم کے متعلق انجیل یوں گواہی دیتی ہے کہ :

But I say unto you, Love your enemies, bless them that hate you, and pray for them which despitefully use you, and persecute you; That ye may be the children of your Father which as in heaven: for he maketh his sun to rise on the evil and the good, and sendeth rain on the just and on the unjust. For if ye love them which love you, what reward have ye? Do not even the publicans the same? And if ye salute your brethren only, what do ye more than others? Do not even the publicans so? Be ye therefore perfect, even as your Father which is in heaven is perfect.(29)

لیکن میں تم کو بتاتا ہوں،اپنے دشمنوں سے محبت رکھواور اُن کے لئے دعا کرو جو تم کو ستاتے ہیں۔پھر تم اپنے آسمانی باپ کے فرزند ٹھہرو گے،کیونکہ وہ اپنا سورج سب پر طلوع ہونے دیتا ہے،خواہ وہ اچھے ہوں یا برے۔اور وہ سب پر بارش برسنے دیتا ہے،خواہ وہ راست باز ہوں یا ناراست۔اگر صرف اُن ہی سے محبت کرو جو تم سے کرتے ہیں تو تم کو کیا اجر ملے گا؟ ٹیکس لینے والے بھی تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اگر تم صرف اپنے بھائیوں کے لئے سلامتی کی دعا کرو تو کوان سی خاص بات کرتے ہو؟ غیر یہودی بھی تو ایسا ہی کرتے ہیں چنانچہ ویسے ہی کامل ہو جیسا تمہاراآسمانی باپ کامل ہے۔

آداب تعلقات، دیگر مذاہب

دیگر اقوام ومذاہب سے تعلقات اور آداب کی بات ہو تو، مسیحی اخلاقی تعلیمات کا تصور جاگانہ متشخص ومتشکل ہے کیونکہ معاشرے میں توازن اور اخلاقی خوگیری اور معاشرتی عدل وانصاف کے میزان کو قائم رکھنا ضروری ہے، چنانچہ عہد نامہ جدید میں مندرجہ اخلاقی تعلیمات مذکور ہیں:

> Then He lifted eyes toward His disciples and said: "Blessed are you poor, For yours is the kingdom of God. Blessed are you who hunger now, For you shall be filled.[e]Blessed are you who weep now, For you shall laugh. Blessed are you when men hate you, And when they exclude you, And revile you, and cast out your name as evil, For the Son of Man's sake. Rejoice in that day and leap for joy! For indeed your reward is great in heaven, For in like manner their fathers did to the prophets.(30)

مبارک ہیں وہ لوگ جو غم زدہ ہیں کیونکہ خدا کی طرف سے تسلی ملے گی مبارک ہیں وہ لوگ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ خدا کے وعدے سے زمین کے وارث ہوں گے مبارک ہیں وہ لوگ جو راست باز، بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ خدا ان کو آسودہ اور خوشحال کرے گا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کئے جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو پاک ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو صلح کراتے ہیں ور تو خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو راست بازی کرنے کے سبب سے ستائے گئے کیونکہ آسمانی بادشاہت ان ہی کے لیے ہوگی۔ لوگ میری پیروی کرنے کی وجہ سے تمہارا مذاق اڑائیں گے اور ظلم وزیادتی کریں اور تم پر غلط اور جھوٹی باتوں کا الزام لگائیں گے، تو تم قابل مبارک باد ہو گے خوشی کرنا اور شادمان ہونا اس لیے کہ جنت میں تم اس کا بڑا بدلہ پاؤ گے کیونکہ تم سے پہلے گزرے ہوئے نبیوں کے ساتھ بھی لوگ ایسا ہی سلوک کرتے تھے۔

خلاصہ بحث

دین اسلام میں مابین المذاہب مراعات کی بنیادی چار رعایات ملتی ہیں، پہلی مطابقت فی الاعمال ہے جس میں اپنے موقف پہ رہتے ہوئے ایسی راہ مفاہمت پیدا کرنا جس میں مداہنت نہ ہوں، مداہنت سے مراد اہل حق کا باطل سے مرعوب ہو جانا یا اپنے نقطہ نگاہ میں لچک پیدا کرنا ہے، دوسری رعایت مذاکرات ومکالمات کی ہے، جس کی مکی ومدنی دور میں نمایاں امثلہ موجود ہیں، تیسری رعایت معاہدات کی ہے جو اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جبکہ چوتھی اور آخری رعایت سفارت کاری ہے جس کی بدولت اسلام کا پیغام چار دانگ عالم میں پہنچا۔ مذکورہ تحقیق سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔

سیرت طیبہ کے آئینے میں مابین المذاہب مراعات کی بدولت انسان کو قعر مذلت سے عروج واقتدار ملا ہے اور کسی بھی مذہب کے ماننے والے کی آزادی کو سلب نہیں کیا گیا بلکہ ان کی مذہبی اور شخصی آزادی اور ان کی عزت وحرمت کو قائم کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جیسے جیسے جزیرہ نمائے عرب اور ارد گرد کی قوام وملل تک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا اور ریاست مدینہ کے دستور اور نظام العمل سے واقفیت بڑھتی گئی ویسے ویسے وہ وفاق مدینہ کی بالادستی قبول کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔

مراعات کی مذکورہ چاروں جہات سے اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین مراعات کے تصور کو اجاگر کیا جاسکتا ہے ایک مسلم امت کا فرد انسانی معاشرت میں دیگر طبقات کے ساتھ منسلک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہ رعایات ومراعات اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسلام، پوری انسانیت کو دعوت الی اللہ دینے کے لئے آیا ہے لہٰذا مابین المذاہب مراعات کی ایک جہت تو عمومی راہ ورسم کی ہے اور دوسری ایک معاشرے میں رہتے ہوئے آپس کے معاشرتی روابط کی ہے جو افراد معاشرہ کے مابین لین دین کے معاملات کو مستحکم کرتے ہوئے آداب زندگی کی وسعتوں کی وضاحت کرنے والی ہے جس کے کثیر دلائل سیرت طیبہ کے تناظر میں موجود ہیں۔

شریعت موسوی کے مطابق ساری مخلوقات میں سے انسان ہی اس کائنات کا مرکزی نقطہ ہے۔ تمام مخلوقات میں سے صرف انسان ہی ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنی صورت پہ پیدا کر کے اسے منفرد مقام عطا کیا، لہٰذا انسانی ہمدردی وخیر خواہی کے جذبات کے ساتھ باہمی مراعات کی صورتوں کو اپنا کر معاشرتی اقدار کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا جاسکتا ہے

عہد نامہ قدیم کی تعلیمات کے مطابق ایک اچھا معاشرہ وہی کہلا سکتا ہے جس میں ایک دوسرے کا خیال رکھا جائے۔ احکام عشرہ Ten Commandments میں حقوق العباد اور دیگر انسانوں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ احسان سے پیش آنے کا حکم دیا گیا، تاہم شریعت موسوی نے ہر اس عمل پر سزا مقرر کی ہے جو عزت نفس کو مجروح کرنے کا سبب بنے۔

شریعت عیسوی کی تعلیمات کا دائرہ کار بلاامتیاز وتفریق، تمام بنی نوع انسان کے لیے ہے، اسی لیے عہد نامہ جدید یعنی انجیل مقدس کا اہم نکتہ، نظریہ فلاح ونجات انسانی ہے جن کے احکام سے مراعات مابین المذاہب کا تصور اجاگر ہوتا ہے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمام تر تعلیمات میں اس بات پر زور دیا کہ انسانی عظمت وکمال کا دارومدار انسانوں سے باہم محبت کرنا ہے، جناب مسیح علیہ السلام خود پیکر محبت تھے وہ خطاکاروں، گنہگاروں اور کم مرتبہ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ان سے محبت رکھتے اور سرکشی نفس کی اصلاح فرماتے اور مذموم افعال کو عزت نفس کے منافی قرار دیتے۔

حوالہ جات وحواشی

1۔ سامی ادیان: مذاہب عالم الہامی وغیر الہامی میں منقسم ہوتے ہیں، جن کا سرچشمہ ہدایت وحی الٰہی ہو وہ سامی مذاہب کہلاتے ہیں،ان مذاہب کے افراد کا سامی النسل ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کا مطلب ان مذاہب کے انبیاء کرام کا سامی اقوام میں آنا ہے،اور یہ تینوں مذاہب آج عالمگیر تہذیب وثقافت کے حامل اور دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔

2۔ آل عمران 62:03

3۔ عبداللہ المسدودسی، مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ،(لاہور: مکی دارا کتب،2002ء)ص23

4. https://www.almaany.com/ur/dict/ur-ar/

۵۔ المنجد(عربی اردو)لوئیس مالوف(کراچی، مولوی مسافر خانہ،دارالاشاعت 1994ء)ص393

6۔ القاموس الجدید،وحید الزمان قاسمی،(لاہور،ادارہ اسلامیات،1990ء)،ص271،272

7۔ محمد حمید اللہ،ڈاکٹر،عہد نبوی میں نظام حکمرانی،(لاہور،مشتاق بک کارنر،س2016ء)ص34

8۔ یٰسین مظہر صدیقی،ڈاکٹر،مکی اسوہ نبوی ﷺ، مسلم اقلیتوں کے مسائل کا حل،(کراچی،اسلامک ریسرچ اکیڈمی، 2010ء) ص279-312

9۔ النساء 150:04

10۔ آل عمران 64:03

11۔ مولانا،احمد رضا خان،العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ،(لاہور رضا فاؤنڈیشن،جامعہ نظامیہ رضویہ)ج14ص465

12۔ العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ،ایضاً

13۔ آل عمران 28:03

14۔ طبری،ابن جریر،جامع البیان فی تاویل القرآن ،(مصر،المطبعۃ المیمنۃ،س ن)ج3ص140

15۔ النسفی،عبداللہ بن محمود،مدارک التنزیل وحقائق التاویل،(بیروت،دارالکتاب العربی س ن)ج1ص153

16۔ تھانوی،اشرف علی،مولانا،بیان القرآن،(لاہور،مکتبہ رحمانیہ س ن)ج1ص226

17۔ مفتی شفیع محمد،معارف القرآن،(کراچی،مکتبہ معارف القرآن،2009ء)ج2ص51

18. The Holy Bible (New King James Version), Exodus 20:12-17

19. The Holy Bible (NKJV), Mathew 5:38-42

۲۰۔ النساء 01:04

21۔ الممتحنۃ 08:60

22۔ احکامات عشرہ یا دس احکام، شریعت موسوی کی رو سے بنی اسرائیل کو جو دس ابتدائی ہدایات دی گئیں وہ احکامات عشرہ کہلاتی ہیں۔بنی اسرائیل کے نظریات وعقائد کے مطابق یہ احکامات خدا نے موسیٰ پر نازل کیے ہیں جو پتھر کی سلوں پر کندہ کر کے

لائے توریت کی دوسری کتاب خروج میں ان کا اندراج موجود ہے،ان احکامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔اول جو خاص خدا سے متعلق ہیں،دوم بنی نوع انسان سے متعلق ہیں۔

23. The Holy Bible (New King James Version), Leviticus 19:14

24. The Holy Bible (NKJV), Numbers 20:14-16

25. The Holy Bible (New Revised Standard Version), Judges 11:12-13

26. The Holy Bible (King James Version), Mathew 15:24-28

27. The Holy Bible (King James Version), Mathew 5:17-20

28. https://biblehub.com/commentaries/mhcw/Mathew/5.htm,Accessed on September 04, 2021,at 03:55 PM.

29. The Holy Bible (King James Version),.Mathew 5:44-48

30 The Holy Bible (KJV), Luka 6:20-23